

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فضائل قرآن

دکور	ذالک الکتاب کا ترتیب فیہ جہدای للمتقین کا	سورہ
۱	یہ کتاب ایسی ہے جس میں شبہ نہیں رہتا نیرالی ہے عداسے دیریا کو محو البقرہ	البقرہ

قرآن اللہ کا آخری پیغام ہے | اس آیت شریف سے دو باتیں ظاہر ہوئی ہیں۔
 تو یہ کہ قرآن مجید ربہ شک اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہو
 کتاب ہے اور یہ بھی کہ درحقیقت کتاب ہی ہی۔ کتاب ہی کو کہنا چاہئے اور کتاب کا اطلاق آبی
 کرنا چاہئے اور یہ بھی کہ یہ کتاب ہے کہ جبکہ اندر جو کچھ لکھا ہوا ہے وہی حق ہے اور وہی ہو کر رہیگا تو
 لے انسانوں اپنے زندگی کے حساب کتاب سے خبردار ہو کہ فیصلہ اور شمالی عقل و راہبر
 نہ ہوگا بلکہ اسی کتاب کے مطابق ہوگا یہ بات یقینی ہے اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی
 گنجائش نہیں اور یہ بھی کہ اے اقوام عالم اور اے مذاہب عالم کے علمبردار و تمہارے نبی و مرسل
 نے تمہارے آسمانی صحیفوں نے جس آخری کتاب کی پیشگوئیاں کی تھیں وہ یہی کتاب ہے
 اب تمہیں اسی کے احکام اور تعلیمات پر سرسریہ ختم کرنا چاہئے اور اس کا ماننا گویا اپنی اپنی کتاب کے
 حکم کا ماننا ہے جس کتاب کی بشارت تم کو آدمی ہی تھی قرآن مجید ہی کتاب ہے و خبر راہیں
 شک و شبہ نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔

دوسری بات جو آیت شریف کے دوسرے ٹکڑے سے ظاہر ہے وہ یہ کہ قرآن مجید
 صرف متقیوں کی ہدایت کیلئے ہے کیونکہ اس کے مستحق وہی ہیں اس کی مثال یوں سمجھنی

چاہئے کہ یہ امایہ حقیقت ہی اس کی روشنی سے آنکھ والے ہی فائدہ اٹھا سکے ہیں جو اندھا ہو گا وہ کیونکر رشتہ پاسکیگا۔ قرآن مجید آئینہ ہی نہیں چہرہ اسیکا نظر آئیگا جو اپنے قد و خال کو اس میں دیکھنا چاہے اور جو اس طرف توجہ نہ کرے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کو کچھ بھی نظر نہ آئیگا۔

۱۲۰	وَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ فَمُتُوا أَلَمْ يَمُتْ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُتُوا أَلَمْ يَقُولُوا رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَاكَ بِخَبَرٍ مِّن دُونِ الذَّكَاءِ إِنَّا كُنْتُم بِاَلْبُقَعِ	سورہ
۱۲۱	صَدِيقِينَ إِن كَانَتْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا فَالْتَقُوا النَّاسَ الرَّبِّیَّ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْخِیَارُ ۖ أَعَدَّتْ لِكُفْرٰٓئِنَ ۚ	البقرہ

قرآن کا جواب ممکن ہی | اس آیت شریف سے چار نہیں ظاہر ہیں ایک تو یہ کہ قرآن مجید حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجی ہوئی کتاب

ہے دوسری کہ اگر تم لوگ شک ہی تو پھر تم اس کے مانند ایک سو تہی ہی بنا کر لاؤ اور اگر تم نہا یہ کام نہیں کر سکتے تو اور لوگوں کو بھی شریک کر تو میرے یہ کہ تمہاری طاقت سے تمہارا پیدا کرنا بلا خدا وقت وہ جانتا ہے کہ تم سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکتا چوتھے یہ کہ یہ دعویٰ مسلم ہے کہ قرآن اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے تو پھر اسکی مخالفت نہ کرو کیونکہ اس سے انکار کرنا لوگوں کے لیے دوزخ کی آگ سی اور جھوٹا

۱۲۲	الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمُ الْكَثِبَ يَتْلُوْنَ فَاۡتُحٰۤرَۡتُمْ وَاُولٰٓئِكَ كُفٰرُوْنَ ۚ	سورہ
۱۲۳	وَمَنْ يَكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۚ	البقرہ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے
یہ لوگ اس پر ایمان لے آئے ہیں اور جو شخص نہ مانے گا خود ہی وہ لوگ خسارہ میں رہیں گے

قرآن کا پڑھنا ضروری ہے | مسلمانوں میں قرآن مجید کی صحیح تلاوت کے ترک سے
جو اتھری پیدا ہوئی اور جو خرابیاں رونما ہوئیں اُس کے تسلیم کنندہ بھی اکثر لوگوں کو شک ہے اور یہ
وہ لوگ ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے اسلام اور مسلمانوں کا اپنے کو خاوم اور رہنا سمجھتے ہیں۔
کیسے افسوس اگر کسی حیرت کی بات ہو کہ آج مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ
اگر عمام کو قرآن کی تعلیم معنی مطلب کے ساتھ دیکھی تو وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ گویا دوسرے لفظوں
میں یہ قرآن کو صرف گمراہ کرنیوالا کتاب سمجھتے ہیں۔ ہدایت کی طرف نگاہ جاتی ہی نہیں
یہی وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کو مجوری کی حالت میں اُلٹے کا گناہ پٹوری میں اور نادانوں
دوست بنکر مسلمانوں کو اُن کے دین و دنیا کی بنیاد والی چیز سے محروم کر رہے ہیں۔ کہیں
یہ وہ طبقہ ہی جو قرآن مجید کی تعریف کے قولِ باندھتا ہے لیکن کہتا ہے کہ عوام
بس اُسے سولے مسائل کے جان لینے کی ضرورت ہے۔ اُن کیلئے اردو کی چند کتابیں لیں ہیں۔
بلکہ بعض اوقات اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ نماز پڑھ لینا روزہ رکھ لینا وغیرہ
کافی ہے۔ کیونکہ یہی سب باتیں قرآن مجید میں بھی ہیں۔ کاش ان کو معلوم ہوتا کہ قرآن
قرآن ہی اُس کے الفاظ کا دہرانا بھی باعثِ خیر و برکت ہے قرآن مجید کی افہام و تفہیم دوسری
کتاب میں کہاں سے آسکتی ہے اس کا طرزِ بیان دیکھاں سے لیا جاسکتا ہے۔ سینکڑوں جگہ
شیطان کے قریب سے بچنے پر تاکید سینکڑوں جگہ جنت اور دوزخ کا بیان۔ ایک
ہی وجہ کو بار بار دہرانا وغیرہ نہیں کیا حکمت ہے اور کس لئے ہے اس طبقہ کو نہیں سوجھتا اور
پھر یہ کہنا کہ قرآن میں بھی وہی ہے جو دوسری کتابوں میں ہے قرآن کی کیسی تو میں

کیا بڑا ظلم ہے! اور کیا قرآن میں صرف یہی چیزیں ہیں حاشا کہ انہیں تو وہ سمندر ہی جو کھلی
 میں سمائیں سکتا۔ آیت کریمہ سے چار باتوں کا صاف صاف لفظوں میں اظہار ہے اول
 تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تلاوت کرتے رہنے کیلئے ہے۔ دوسرے تلاوت بھی ایسی
 ہونی چاہئے جو تلاوت کا حق ہے یعنی قوت علمیہ کو فہم مضامین میں صرف کرنا اور قوت ارادیہ
 کو عزم اتباع حق میں استعمال کرنا مطلب یہ ہے کہ علم ایسا ہو جو عمل کی نیت سے ہو بلکہ علم کے
 ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہوتا جائے تیسرے یہ کہ ایمان دار ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہیں، ایمان
 ایسے ہی لوگوں کا سلامت رہ سکتا ہے۔ ایمان میں ایسے ہی لوگوں کے ترقی ہو سکتی ہے
 اور قرآن کے ساتھ یہی لوگ ایمان لانیوالے کہے جاسکتے ہیں چوتھے یہ کہ جو اس قرآن سے
 اور اس کی بیان کردہ صفت کیساتھ تلاوت سے انکار کر گیا وہ کافر ہوگا اور خسارہ میں ہوگا
 اگر یہ آیت بالابنی اسرائیل کی شان میں تھی اور کتاب سے اشارہ تو راقۃ دخیل
 کی طرف تھا۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ جو چیز دوسری قوموں کیلئے عیب کی ہو وہ مسلمانوں کیلئے
 جائز اور محسن قرار پائے جب طرح دنیا کی دوسری قوموں نے اپنی اپنی اصل کتاب کی
 تعلیم و تلقین سے منہ موڑا اور دوسری چیزوں میں الجھ کر تحریفات کے سبب بنے ٹھیک
 وہی حال آج مسلمانوں کا بھی ہے۔

قرآن مجید کا نام قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا رکھا ہوا ہے۔ اس کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ
 کتاب جو پڑھی جاتی ہے۔ پھر کیا اندھیر اور کتنا بڑا ظلم ہے کہ قرآن صرف نام نہاد علماء کیلئے
 مختص ہو جائے اور خدا کے عام بندے اس سے محروم کر دیے جائیں حالانکہ قرآن کا ہر صفحہ
 نوع انسان کے ہر فرد کو مخاطب کرتا ہے اور ان کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور معلوم
 کتنے مقام پر صاف لفظوں میں ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے ہے اور عوام کے لئے ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کے چھوڑنے اور محرومی کی حالتیں ڈالنے کی بات کے سامنے قیامت کے دن شراکت فرمائیں گے وہ اس بدست قوم کی نایاب جنس قرآن ہی کا ہے اور حقیقت شناس صاف طور پر دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

سورہ	کوہ	اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ط وَكَوْنَانِ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ
النساء	۱۱۱	لَوْ جُنَّ وَافِقُهُ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا

کیا پھر قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس بکثرت تفاوت پائے

قرآن مجید کی حقانیت آیت شریفہ سے دو باتیں ظاہر و باہر میں ایک تویہ کہ قرآن مجید میں غور و فکر سے کام لینا چاہئے اور یہ اصل ہے جس سے دنیا کی ہر ایجاد اور ہر ترقی کی بنیاد پڑی دوسرے یہ کہ قرآن کی حقانیت میں بال برابر کا بھی فرق نہیں حقیقت میں یہ خدا کا کلام ہے، کسی اور کا نہیں ہوا سبب ہے کہ قاطعاً اور علام الغیوب خدا کا کلام اس کو مان لینا چاہئے کیونکہ اختلاف اسی کا کلام پاک رہ سکتا ہے۔ اور اختلاف سے مراد تہتم کا اختلاف یعنی ہر عیب سے یہ پاک ہے اور ہر خوبی میں آپ اپنی مثال۔ یہ نہیں کہ ایک خوبی تو ہے اور کلام کی دوسری خوبی بس کے اندر نہیں یا اس میں کچھ کمی ہے وغیرہ۔

رضائے حق کے طالب

سورہ	کوہ	فَإِنْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ تُورٌ وَكُنْتُمْ مُبْتَلَيْنَ لَا يَجْعَلِ فِيهِ اللَّهُ
النساء	۱۱۱	مَنْ أَتَّبَعَ يَسْلَمْ مِنْهُ فَإِنَّهُ سَبِيلُ الْغُلَامِ مِنَ الْغُلَامِ الْمَائِدَةِ
		إِلَى التَّوْحِيدِ بِأَمْرِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ہا بے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیرائی جو اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ
 ایسے مضمون کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتاتا ہے اور ان کو اپنی توفیق
 سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور ان کو راہِ راست پر قائم کرتا ہے۔

آیت شریف میں دو باہمیں خاص طور پر بیان کی گئی ہیں پہلی تو یہ ہے کہ قرآن مجید نور ہے
 اور واضح کتاب ہے۔ نور کا لفظ کسی لطیف معنوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے یعنی اس کے
 ذریعہ سے ہر قسم کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ اپنی طرف آپ رہنمائی
 کرتا ہے اپنے علم و عمل کیلئے کسی اور چیز کا محتاج نہیں۔ نیز واضح بھی ہے۔ کوئی بات ایسی نہیں
 جس سے فہم فاسفی قاصر ہے۔ دوسرے یہ کہ سلامتی کی راہ کا معلوم ہونا صرف اسی کے
 ذریعہ سے ممکن ہے اور وہ بھی ان لوگوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں۔ اگرچہ فائدہ
 کا فرد و شرک بھی اٹھا سکتے ہیں لیکن فلاح و نجات تو انہیں کا حصہ ہے جو رضائے حق کے
 حصول کیلئے قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔

حقیقت میں اللہ کا کلام کس قدر سچا ہے۔ آج قرآن کے عالم مسلمانوں میں کثرت
 ہے ہیں لیکن رضائے حق کی خاطر بہت کم ہی سبب ہے کہ ان کو اسلام کو اچھا لے اور امت
 محمدیہ علیہ السلام کو سچی کی حالت سے نکالنے کا کوئی طریقہ نہیں سوچتا اور یہی سبب ہے
 کہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں نہیں آ جاتے اور پھر یہی سبب ہے کہ سیدھے راستہ پر چل کر
 دنیائے مالک نہیں بچاتے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس اوصاف ذاتی سے ان
 کو باوجود زبانی اقرار کے قطعاً بچا رہے۔

تاثرات قرآنی

وَإِذَا أَمَرُوا لَمَّا أُتْمِرَ إِلَى الرَّسُولِ شَيْءٌ أَعْلَيْنَهُمْ فَتَقِيفُوا ۚ

مِنَ الدَّمِجِ مَا عَرَفُوا مِنْ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا مَعَ الشَّهِيدِ يَوْمَ
 وَمَا لَنَا لَا نَأْتِيهِ مِنَ اللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَلَا نَهْمُجُ أَنْ يَدْخُلَنَا رَبَّنَا مَعَ
 الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۚ فَاتَّخَذَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَحِيمًا لِيُجْزِيَ مِنْ قَوْمِهَا الْأَلْمُومِ
 خَلِيلِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْفَاسِقِينَ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَلَمْ يُؤْمَرُوا بِإِلَهِتِنَا
 أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۚ

در جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف پہنچا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہتا ہوا دیکھتی
 ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سلمان ہو گئے
 تو ہم کو بھی ان لوگوں کیساتھ لکھنے جو تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کوئی عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ
 پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لادیں اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک
 لوگوں کی صحبت میں داخل کر دے گا سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کے بدلے میں ایسے باغ دیگا جن
 نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکو کاروں کے ساتھ یہی سلوک ہے
 اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں

اس آیت شریف میں اُن لوگوں کا بیان ہے جو حق کو منکر قرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید
 کو جب سنتے ہیں تو انکی آنکھوں سے جوش اور محبت کے مارے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اور
 سمجھتے ہیں کہ ہلام ہی سچا دین ہے اور پھر بچار اٹھتے ہیں کہ حق کے آجلنے کے بعد ایسا نہیں
 ہو سکتا کہ ہم اس کو قبول نہ کریں اور اللہ والوں میں شریک ہونیکل اللہ سے التجا نہ کریں
 دوسرے یہ کہ اللہ بزرگ و برتر جو ماں باپ سے بھی فرمایا وہ اپنے بندوں پر مہربان
 ہے اور جو اپنے انعامات خداوندی کو اپنے ایسے بندوں کے لئے بس ٹالے کو طیار ہے وہ ان
 کو ہمیشگی کی زندگی اور ہمیشہ کی بہار انکے اس کردار کے بدلے میں عطا فرمائے گا۔

تیسرے یہ کہ حق کے آجانے کے بعد جو گمراہی کو اختیار کئے رہے اور اپنی یا غیر کی خواہشات اور عقل و رائے کے بندے بنے رہے اُن کو اُس کی سزا و سزا کی صورت میں بھگتنا پڑے گی کیونکہ وہ اسی کے تحقق ہوں گے۔

مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید قطعی اور یقینی چیز ہے اس پر ایمان لانے کیلئے عذر نہیں ہو سکتا لہذا جلد ذرا سبب والوں کو لازم ہے کہ اس کی تصدیق کریں ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں۔

قرآن مجید اللہ کی رحمت ہے

سورہ	یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَسْتَوُوا عَنِ الشَّعْءِ اِنْ تَبَدَّلَ کَلِمَۃٌ مِّنْکُمْ
(۱۳)	وَ اِنْ تَسْتَوُوا عَنْهَا جَعِلَ لَّہٗ الْاَلْقَیْرَ اَنْ تَبَدَّلَ کَلِمَۃٌ مِّنْکُمْ

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری تکلیف کا سبب ہو اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کر دی جاویں۔

اس آیت شریف سے قرآن مجید کا اللہ کی رحمت ہونا ترشح ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وہی احکامات پیش فرمائے جو نرم و آسان اور ضروری تھے اسی لئے سوال سے منع کر دیا۔

باب برکت کتاب

سورہ	وَهٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبَارَکٌ مُّصَدِّقٌ لِّ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَاٰیٰتُہٗ
(۱۱)	لَتُنذِرَہٗ اَمَّا الْقَرِیٰی وَ مَنۢ حَوْلَہَا

اور یہ کتاب (جس کو) ہم نے نازل کیا ہے بڑی برکت والی کتاب ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ کہہ والوں کو اور اس کے ہر چار طرف کے لوگوں کو ڈرا دیں

آیت شریف سے جو ظاہر ہے ایک تو یہ کہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں

روں میں بہت پلید کو بھگائے روپے پیسے کے بڑھانے، ہینڈ، پلگ، چھپک سے بچانے کی کو برکت سمجھا جائے یا بے معنی مطلب کا پڑھ لیتے وغیرہ کو برکت کیلئے پڑھ لینا قرار دیا جائے بلکہ اس پر ایمان لانا اسکا علم عمل کی نیت سے سیکھنا نفع دارین کا سبب اور طرح کی فلاح کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید جو مجمع کتب آسمانی اور صحیف سماوی کی تصدیق کرتا ہے۔ تو گویا جمیع مذاہب عالم کا خلاصہ اور مجموعہ ہے بلکہ اب جائے اُن سبکے صرف یہ ایک ہے اس لئے اقوام عالم کے لئے یہ مناسب ہے کہ اپنی اپنی کتاب کی تصدیق کرنیوالی کتاب کی تصدیق کریں اور دنیا کو قرآنی دنیا بنائیں۔ سیرے یہ کہ جس طرح قرآن مجید کہ والوں کیلئے ہے ہی طرح روی زمین کے ہر جہے کیلئے ہے کیونکہ کعبہ بنا ف زمین میں ہے اس لئے اس کے حول سے آسمان کے نیچے تری و خشکی کا جو حصہ ہی ہے وہ سب آگیا۔

اس کے بعد کی آیت میں جو کچھ ہے اُس میں یہ ہے کہ انداز تو سب کیلئے ہے لیکن ایمان لانیو اللہ سب نہ ہونگے بلکہ اُس کے لئے شرائط ہیں۔

قرآن کی موجودگی میں ہر طرف سی دنیا ہی

رکوع	اَفْعَبِيْوَاللّٰہِ اَبْتَنٰ فِیْ حُكْمًا وَّعَمُوْا الَّذِیْۤ اٰمَنُوْا اَلِیْکُمْ اَلْکِتٰبُ	سورہ
(۱۴)	مُفَصَّلًا	الانعام
لو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کا مل تمہارے پاس بھیج دی ہے جس کے مفہامین صاف صاف ہیں۔		

آیت شریف میں دو باتیں خاص طور پر موجود ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی اور کے فیصلہ کرنے والا نہیں ماننا چاہئے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ کا قانون نازل ہو چکا اُسی کو ردی

پر نوع انسان کیلئے نافذ ہونا اور مقابل عمل ہونا چاہئے۔ دوسرے قرآن مجید کی فیضیلت بیان کی گئی کہ وہ مجمل اور مبہم نہیں بلکہ صاف اور تفصیلی ہے۔

اللہ کی رحمت

۱۹	اور یہ کتاب ہے جو کہ کہتے ہیں جہاں بڑی خیر و برکت والی سورہ کا ابتداء کر داور دیکھو کہ کتنی عظیم الشان ہے	سورہ
وَهَذَا الْكِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ مِنْ لَدُنْكَ فَاتَّبِعُوهُ فَإِنَّكُمْ تَرْجِعُونَ ۝		

آیت شریفہ کا منزل من اللہ ہونا اور برکت والی ہونا تو پہلا حصہ ہے پھر تین یا تین ہیں پہلی یہ کہ اس کی اتباع کرنی چاہئے یعنی جو احکام قرآن کے ہیں اسی پر گامزن ہونا چاہئے۔ دین اور دنیا ہر دو میں ایک کو اپنا پیشوا اور امام قرار دینا چاہئے دوسری یہ کہ پرہیزگاری اختیار کرنی چاہئے خدا کی بے نیازی اور اس کے عظمت و جلال کے رعب سے ظاہر و باطن میں کانپتے رہنا چاہئے تیسری یہ کہ یہی چیزیں ہیں جو عبد کو معبود و مطلق کی رحمت کا مستحق گردانتی ہیں۔

قرآن سچا رہنما ہے

۲۱	سو اے تمہاری کس تمہاری رب کے پاس ایک کتاب نازل ہوئی اور ہم نے اس کا دلیل اور حجت بھی بھیج دی	سورہ
فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَاتٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۝		

آیت شریفہ میں قرآن مجید کا انسانوں کیلئے الگ بے لیل و شب سے آفتابیت ہی پھر دو بایں اور ہیں ایک تو یہ کہ یہ کتاب واضح، بین اور مدلل ہے۔ آپ اپنا ثبوت اور آپ اپنی مثال ہے دوسرے یہ کہ ہدایت ہے یعنی سچی رہنما ہے۔ ایسی کہ دوست سے بھی عدم ہی کہتی ہے اور دشمن سے بھی اسی طرح سے ہم کلام ہوتی ہے۔ شام کو وہی حکم ہے اور صبح کو اسی پر اصرار ہے جو سارے تیرہ سو برس پہلے یہ بھی وہی آج ہے اور وہ آئندہ قیامت تک یہی رہے گی۔ برعکس

کسی اور رہنما اور ہادی کے جو انسانی کمزوریوں سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ پیغمبر نہیں اور معصومیت صرف پیغمبر کے لئے ہی مخصوص ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ ایک پیر ایک عالم ایک لیڈر شام کے وقت صحیح کہہ رہا ہو مگر صبح کو نیت بدل چکی ہے۔ قرآن ان سب عیوب سے پاک ہے اور ایسا رہنما ہے جو راہ سے واقف منزل سے خبردار مقصود کا پتہ دینے والا۔ زاد راہ کا ہمایا کر دینے والا۔ راستے کے خطرات سے بچانے والا اور منزل مقصود تک پہنچا کر شاہد مقصود سے ملا دینے والا ہے۔ تیسرے یہ کہ قرآن مجید خود خدا کی رحمت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا رحم کرے لیکن ان کو معلوم نہیں کہ خدا ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے کہ اپنے نبی برحق کے ذریعہ دنیا والوں پر قرآن مجید کی شکل میں رحم فرما چکا ہے۔ وہ رحم کو قبول کرتے نہیں۔ اور معلوم نہیں کس رحمت کے اب خواہتہ کار ہوتے ہیں۔

رکوع	المص۔ کُتِبَ النُّزْلُ إِلَيْكَ كَمَا لَكُنْ فِي مَعْنَاهَا كَجَوْشِ مَنَةٍ	سورہ
۱۱	إِلَّا تَنْتَهِى بِهِ وَذِكْرِي لِلْمُتَّقِينَ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْنَا أُمَّةً أَتَىٰ كُنُفٌ	الاعراض
	مِنْ سُرَّتْكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۝ قَلِيلًا مَّا هُمْ كَسْرُ وُحْنٍ ۝	
	یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ سے دُور میں سو آپ	
	کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے تم لوگ	
	اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر	
	دوسرے لوگوں کا اتباع نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو	

آیت شریف میں اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر کوئی قرآن مجید کو نہ مانے تو اس سے آپ دل تنگ نہ ہوں کیونکہ کسی کے ماننے نہ ماننے سے خدا کی خدائی میں نفوذ باقد نہ فرق آتا ہے نہ قرآن مجید کی حقانیت میں فرق آتا ہے اور نہ آپ کی رست

یا تبلیغ رسالت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے جب حال یہ ہے تو پھر آپ کو ملال بھی نہیں ہونا چاہیے۔
 دوسرے یہ کہ انسانوں کو نافرمانی کی صورت میں سزائے نافرمانی سے ڈرانا قرآن مجید کا مقصد ہے۔ یہ کتب اسی لئے ہے کہ وہ کل جو کچھ ہونی والا ہے آج دو ٹوک فیصلہ کر دے۔
 تیسرے یہ کہ یہ قرآن خصوصیت کے ساتھ ایمان والوں کیلئے نصیحت ہے۔ اور حقیقت میں سارا کھیل ایمان و یقین ہی کا ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔
 چوتھے یہ کہ قرآن اس لئے ہے کہ اس کی تعلیمات اور احکامات کی تعمیل کی جائے اور خدا تعالیٰ کا نکتہ ہر جگہ اسی کا ہو رہا جائے اور اس کے سوا کسی دوسرے کو دوست نہ بنایا جائے۔

پانچویں یہ کہ قرآن اور قرآن والے خدا کی موجودگی میں بھی لوگ گمراہی کو اختیار کرتے اور غیر خدا کو دوست بناتے ہیں۔ باوجود اس شفیقانہ فہمائش کے بھی بات نہیں سنتے۔

رکوع	مَشْهُرٌ مِّنَ الَّذِي أُتِزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ حُدًى لِّلنَّاسِ	سورہ
(۲۳)	وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْبَقَرَةِ	البقرہ
فَلْيُصَفِّ		
ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالة ہے سمجھان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور جمیع کرنے والی ہیں سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو اس میں ضرور روزہ رکھنا چاہئے۔		

اہیت شریف سے ایک تو قرآن مجید کا ماہ رمضان میں نازل ہونا ظاہر ہے دوسرے قرآن مجید کے چند فضائل میں اور ناس کا لفظ لا کر نوع انسان کے ہر فرد کے لئے اس کو ہدایت نامہ بتلایا ہے دوسرے واضح الدلالة ہے اور تیسرے حق و باطل میں فرق اور

بجائے کہ نبی الاقرار دیا ہے اور چوتھے اس ماہ میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔
 قرآن مجید سرایاروحانیت ہے لہذا اس کے نزول کے ہینے میں قیامت کیلئے روزہ
 رکھنے کا حکم ہوا اس لئے کہ روزہ بھی روحانیت کا حامل ہے اس میں ایک حکمت اور بھی ہے
 کہ یہ ماہ مبارک بطور یادگار کے ہو یہی سبب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے جو قرآن مجید کی تعلیم عام کرنے میں خاص درجہ رکھتے ہیں تراویح کا طریقہ جاری کیا
 جو آج اپنے اصلی فائدے کے اگرچہ قاصر ہے تاہم ایک ساگرہ اور یادگار ہے۔ کاش عالم
 اسلام میں ماہ رمضان المبارک قرآن مجید کی تعلیم معنی و مطلب کیساتھ عام کرنے کے لئے
 عملی صورتیں ایک امتیازی حیثیت حاصل کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے دینے کا جب جناب باری نے ارشاد فرمایا تھا
 تو اس وقت بھی روزہ رکھنا ضروری قرار پایا تھا اور توریت کے ملنے سے پہلے روز رکھنا
 حکم تھا۔

المحمد مصدق

دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

اسلام اور مسلمان

(ابوالعطاء امجد)

قرآنی تحریک کے منشا میں اپنے یہ مطالعہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن کریم نے جو پیش فرمایا ہے اس کا علم و عمل بہتری و بہبودی کا ذریعہ ہے۔

عربوں کی پہلی حالت پر ایک غائر نظر ڈالئے اور پھر زحل قرآن اور اس پر عمل کے نتائج کی سیر فرمائے تو حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس طرح سے یقین کرنے کے وجوہات مل جاتے ہیں کہ دراصل قرآن کریم کا کل اور اس کا عمل ہی نوع انسان کیلئے فلاح کا موجب ہو سکتا ہے موجودہ طریقے جو ہمارے اس وقت پیش نظر ہیں ان کا مقابلہ قرآن کریم کے ارشادات سے کرنا ضروری ہے اور ان کو نوادھی کے باب میں قرآن کریم جقدر آسان مفصل اور قابل عمل ہے۔ اس امر کی خاصی تحریک ہے کہ اس سے فائدہ حاصل کرنے میں تساہل سے کام نہ لیا جائے۔

سب سے پہلی بات جو قرآن کریم پیش فرماتا ہے وہ ایک خدا کا ماننا اور یقین کرنا ہے جس کو وہ خالق۔ مالک۔ رازق۔ مشکل کشا۔ رحمن۔ رحیم۔ بخشنے والا۔ غفور وغیرہ وغیرہ الفاظ میں پیش فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی شان۔ اپنی ذات اپنے علوم و مرتبت میں یکتا۔ بے ہمتا بے مثل اور لاشرک ہے جس کا نام وہ اللہ پیش فرماتا ہے اس کا ماننا اور اس کی ہستی پر یقین لانا مذہب۔ اعمال۔ اخلاق اور کردار کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

دوسری بات انبیاء و مرسلین کی ہستیاں ہیں جن کو خدا اور اس کے بندے کے درمیان پیغامبری۔ نزول ہدایت (کتاب و صحیفوں کے ذریعہ) اور علی نمونوں کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

تیسری بات فرشتوں کا اقرار ہے جو نیکی کی تحریک کا باعث ہیں ان کی ہر تحریک

نہ ہوتی ہے اس لئے اُنکا ماننا اور اُنکے وجود کا اقرار لازمی ہے۔
 جو حقیقی بات کتبِ سماوی دکتا میں اور صحیفےِ نبویین ہدایت نامے تھے جو کا مجموعہ
 ن کریم ہے۔

پانچویں بات۔ اقرارِ یوم القیامت یا یوم الدین ہے جو اعمال اور کردار کے نتائج کے
 بہرہ منے اور جزا و سزا کے ملنے کا یوم ہے۔
 یہ وہ پانچ باتیں ہیں جو کہ جنہیں صدقِ دل سے ایمان لائیوالے کو مومن مسلمان کہنا
 اور یہی وہ وہ خصلہ کا پردانہ ہے کہ جبکہ ذریعہِ قصرِ سلام میں ایک کا فساد و شرک داخل ہو سکتا ہے
 جو ان پانچ امور کا زبانی اقرار کرے اور دل سے اسکو تسلیم کرے وہ مومن و مسلمان ہے۔
 ۱۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ کا اہلِ مہتموم اور مقصد ہے
 ماکہ و حدایت کی گواہی اور محمدِ مسلم کی عبدیت اور رسالت کا اقرار کرے اور
 بزمہ مذکورہ بالا امور پر ایمان لائے۔

جو ان امور کو ماننا ہے اُسکو مسلمان سمجھا جاتا ہے۔
 اسلام میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے شرک کئے معافی نہیں اور سب قصوروں کی
 رخصتِ تعالیٰ کیلئے چاہئے تو معافی ہے اسلئے مسلمان کہلاتے ہوئے ایسی حرکات سے بچنا
 ہم ہی جو شرک کی ملوثی سے پر نظر آئیں۔

ان اللہ لا یغفران لیشْرکِ یہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء میں اسی بات کو ظاہر ہے
 قرآنِ کریم نے اس سلسلہ میں متعدد ارشادات پیش فرمائے ہیں کہ اُنہی غور کیلئے بعد ایک
 اللہ خدا ہرگز ہرگز کسی ایسی شے کو جو مخلوق کا حکم رکھتی ہے کی طرح بھی شرک خدا نہیں سمجھ سکتا
 مخلوق الہی کی یوں تو بہت سی نہیں ہیں جن پر ماطہ کرنا ناممکن ہے تاہم تم میں سے قابلِ توبہ

(۱) انسان - (۲) حیوان - (۳) نباتات اور جمادات -

اسمِ مسلم اول کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف بخشا ہے جو دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہے یعنی نوع انسان کو ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم کے الفاظ ولقد کرمنا بنی آدم وجعلنہم فی البر والبحر وقررناہم من الطیب فضلہم علی کثیر مکرر خلقنا نفیلاً سورہ ابی اسرئیل رکوع ۷۷ حرکت کا مطلب یہ ہے کہ بنی آدم کو اکرام عطا کیا اور ہر دوسری مخلوق پر فوقیت دی اور پاکیزہ ذوق دیا اور کثیر مخلوق پر فضیلت بخشی۔ اس میں نباتات - جمادات اور حیوانات وغیرہم سب گئے اسلئے حیوانات نباتات اور جمادات کو اپنے سے الگ سمجھنا اور اس کی پریش کرنا خیال بالکل ٹھیک نہ رہے نوع انسان ان کی فضیلت کے بیان نے انسانیت کو مستاد کا درجہ دیدیا لہذا شکر وغیرہم سب گئے اور اسی سلسلہ میں قرآن کریم نے پیش فرمایا کہ ومن ان دینا من انعم اللہ علیہم ومن ذلک ہذا انما حنیفا سورہ رکوع ۱۸ حرکت کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے بہترین و نیک ترین انسان کو نکالنا جو اپنے رب سے لگاؤ کی طرف مڑ کر اور دیکھ کر رہا اور متبع ابراہیم کا ہو جو ضعیف یعنی ایک خدا کے ہی پرستار تھے شرک نہ تھے۔

حنیف مشرک کی ضد ہے - اسلام اسلم و جالی اللہ - سلامت و جہاد و جبہ کے معنی صرف چہرہ نہیں بلکہ معنی تمام تر وجود پر دلا کرتے ہیں وہ کہ لفظ اسلمے پیش فرمایا ہے کہ ہر جسم کا اعلیٰ ترین حصہ ہو (ملاحظہ فرمائیے) لہذا عربی اور انگریزی لغت اور جلالینا و جہی کے معنی ہیں خود یا میری شخصیت (ملاحظہ ہو تاج العروس) پھر وہ کہ معنی بہتہ طریقہ تجویز بقصد دعا بھی ہیں - اسلام کے ساتھ وجہ کے معنی یہ ہیں کہ اس نے

تایید کیا اپنے آپ کو - اسلام اسی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں تائید کیا ایک بات کے پورے طور پر (ملاحظہ ہو لہذا عربی و انگریزی لغت) - قاسموس محکم وغیرہ اس تحقیق سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کے معنی ہو چوسہ عور پر اللہ تعالیٰ کی تائید لہذا ایک شخص مسلمان کہلا جائے یا نہ کہ ہو اپنے جسم میں جس سے اپنی ذاتی نفس کو پریش کیلئے استیاء کرنا شروع کر دیا یا نہ کہ جب بدست ٹیل بٹل ہر ملان اور موٹن فرض ہو کہ وہ قرآن کریم کے ان تمام ارشاد سے واقفیت حاصل کرے جو ان تمام عالیشان کہہ رہا ہو کہ اسلام کیا ہے اور اس کے کو کبتر میں ہمیں مسلمان کہلا کر اس اسلام سے واقفیت حاصل کرنا جسکو قرآن اسلام سے تائید و تائید ہے - لہذا کیا کہہ کر اتنا احسان نہیں کہ معیاد کہ قرآن کریم اسلام کی کیا تعریف فرماتا ہے فقط

